بلوچستان میں اردو زبان کا آغاز وارتقاء

اردو پاکستان میں رابطے کی واحد زبان ہے۔ جو پورے ملک میں سمجھی، بولی، پڑھی اور لکھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان جیسے کثیر اللسان صوبے میں جہاں بلوچی، براہوی، پشتو، فارسی، پنجابی، سرائیکی، سندھی اور دیگر زبانیں بولی جاتی ہیں وہی اردو رابطے کی زبان کا کام کرتی ہے۔ بلوچستان کے اردو سے روابط دو طرح قائم ھوئے ایک عوامی روابط دوسرا ادبی روابط ۔عوامی روابط دو طرح قائم ھوئے ایک تجارتی روابط دوسرے عسکری روابط ۔رابطے کی اس زبان کے اولین روابط عوامی سطح پر قائم ہوئے۔ عوامی سطح پر اردو کے اولین روابط میں تجارتی نوعیت کے معاملات شامل ہیں۔ تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے برصغیر سے تجارتی روابط بہت قدیم ہیں۔ یہ روابط قبل از اسلام تھے۔ عربوں کے تجارتی روابط برصغیر کے تمام بڑے شہروں میں تھے خصوصاً دکن، روہیل کھنڈ، فرخ آباد، گجرات اور دہلی اس میں شامل ہیں۔ تجارت زیادہ تر سمندری راستوں سے ہوتی تھی۔ بلوچستان میں مکران کے ساحلی علاقے اس ضمن میں اہمیت کے حامل تھے۔ عرب تاجر انہی ساحلوں کو تجارت کے لیے استعمال کرتے تھے۔ یوں عربوں کے اس خطے سے تجارتی تعلقات کی بدولت عربی الفاظ مقامی زبانوں میں داخل ہونے لگے۔ عربوں کے اس خطے سے تجارتی تعلقات کی بدولت دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کے توسط سے بلوچستان کے عوام کے ہندوستان کے دیگر خطوں سے روابط مضبوط ہونا شروع ہوئے۔ یوں اردو زبان یہاں پنپنے لگی کیونکہ ہندوستان جیسے وسیع وعریض خطے میں اردو ابتداء ہی سے رابطے کی زبان کا درجہ رکھتی

تھی۔عربوں کے علاوہ پاوندے(خانہ بدوش تاجر)بھی اردوزبان کے فروغ میں اہم کردارادا کرتے رہے تھے۔یہ پاوندے گذشتہ کئی صدیوں سے ہر سال موسم سرما میں ہندوستان جا کر گرمیوں میں واپس آجاتے تھے۔یوں ان کے توسط سے اردو کے اثرات اس خطے میں پہنچے۔

عوامی روابط میں عسکری روابط بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ہندوستان میں ابتداء ہی سے مختلف حکمرانوں نے فاتح کی حیثیت سے قدم جمائے۔ان میں اکثر ایسے بھی تھے جنھوں نے بلوچستان کی سرزمین کو گذرگاہ کے طور پر استعمال کیا۔

بلوچستان کی سرزمین ایشیاء میں اپنے محل وقوع کی وجہ سے اہمیت کی حامل ہے۔اور یہ اہمیت ماضی کی طرح حال میں بھی قائم ہے۔بلوچستان کے مشرق میں سندھ اور پنجاب،مغرب میں ایران،شمال میں افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ اور جنوب میں بحیرہ عرب اس خطے کی اہمیت کو دوچند کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر وہ حملہ آور جو ہندستان فتح کرنے کی غرض سے نکلا اسے بلوچستان کے دروں،صحراؤں، میدانوں اور وادیوں سے گزرنا پڑا۔ان فاتحین میں سرفہرست عرب ہیں جنھوں نے بلوچستان کی سر زمین پر قدم جمائے۔اس تاریخی حقیقت کو سب مانتے ہیں کہ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت حکم بن العاص کی سرکردگی میں مکران کو فتح کر کے اسلامی سلطنت کا حصہ بنایا۔پھر حضرت عثمانؓ کے دور تک مکران کے علاوہ بلوچستان قصدار(خضدار)قیقانان(قلات،طوران،جھالاوان اور قندابیل(کچھی)شامل تھے۔پھر ۷۱۰ء میں محمد بن قاسم مکران پہنچے اور انہوں نے محمد بن ہارون(والئی مکران اور بلوچوں اور جتوں کے جدامجد اور مورث اعلیٰ)کے ساتھ پنجگور(جوفزپور،قنز بور،پنجبور)کہلاتا تھا کو فتح کرنے کے بعد لسبیلہ(ار مابیلہ یا ار مابیل)کو فتح کیا۔ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے دیبل فتح کیا اور یوں اس کی فتوحات کا دائرہ پھیلتا چلا گیا۔عربوں کے علاوہ ایران سے بھی

حکمرانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ صفاریوں نے چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں پنجاب کو فتح کرنے کے لیے بلوچستان کا راستہ استعمال کیا۔ صفاری متمدن تھے۔ ان کی تہذیب کے اثرات پنجاب سمیت بلوچستان پر بھی مرتب ہوئے۔ فارسی کے اثرات سے بھی وقتاً فوقتاً حملہ آور بلوچستان میں داخل ہوتے رہے احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کے خلاف جہاد کیا۔ اس جہاد میں میر نصیر خان اور ان کے لشکریوں نے بھی حصہ لیا۔ ان لشکریوں میں بلوچ، براہوی اور پشتون تینوں شامل تھے۔۔ اس ضمن میں انعام الحق کوثر لکھتے ہیں۔

> ''اٹھارہویں صدی عیسوی میں میر نصیر خان، خان اعظم (عہد حکومت ۱۱۶۴ھ تا ۱۲۰۹ھ۔) ۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۴ء) کے زیر قیادت پشتون، بلوچ، براہوی عساکر احمد شاہ ابدالی کے ساتھ مل کر ہندو پنجاب کو مرہٹہ سکھ مظالم سے چھڑانے کے لیے پنجاب کی سرزمین کے طول و عرض میں خیمہ زن اور نبرد آزما رہے اور یوں ایک دوسرے کے دکھ درد کی ٹیسیں محسوس کیں۔''
>
> ۱۳

احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جتنے عساکر تھے ان کا تعلق ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تھا۔ خاص طور پر دہلی اور اس کے گرد و نواح سے بہت سے نوجوان ان کی فوج میں شامل تھے۔ یوں احمد شاہ ابدالی کے عساکر اور میر نصیر خان کے عساکر کے اختلاط سے اردو زبان کو اس خطے میں پنپنے کا موقع ملا۔ میر نصیر خان کے عساکر میں شامل بلوچ، براہوی، اور پشتون نوجوانوں نے اردو الفاظ سیکھے اور یوں ان کے توسط سے اردو بلوچستان میں پھیل گئی۔ اور یہاں کے مقامی رہائشی اس زبان سے مانوس ہو گئے۔

اہل بلوچستان کا اردو سے ایک اور رابطہ سید اسمٰعیل شہید کی تحریک جہاد کے دوران قائم ہوا۔ جب

وہ سید احمد بریلوی کی معیت میں کم وبیش چھ سو نمازیوں کے ہمراہ شکار پور سے ۱۸۲۶ء کو روانہ ہوئے اور خان گڑھ، شاہ پور، چھتر، پھلیجی، کھنہ بار، شور، بھاگ، حاجی شیر، ایری، ڈھاڈر، کھنڈلائی، کیرتا، بی بی نانی، مچھ اور دشت سے ہوتے ہوئے کوئٹہ پہنچے۔ یہ تمام لوگ اردو بولنے والے خطوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی بدولت اردو کے رابطے اس خطے سے مضبوط ہونے لگے۔

انیسویں صدی میں بلوچستان میں انگریزوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا ابتداء انگریز سیاحت کی غرض سے آئے تھے پھر رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور ان کی آمد و رفت میں اضافہ ہوگیا۔ اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ انگریز سیاح، درحقیقت جاسوس تھے۔ جو بلوچستان کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً یہاں بھیجے جاتے تھے۔ ۱۸۷۱ء میں انگریزوں نے بلوچستان پر باقاعدہ تسلط قائم کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اردو زبان کو اس خطے میں وسعت اور فروغ حاصل ہونا شروع ہوا حالانکہ اس سے قبل اردو زبان صرف یہاں چند ہندو تاجر گھرانوں تک محدود تھی۔ انگریزوں نے اپنی مخصوص حکمت عملی کے تحت اردو کی سرپرستی کی ''برعظیم میں پڑھے لکھے افراد کی زبان فارسی تھی۔ ہندو اور مسلمان دونوں اسی میں گفتگو کرتے، انگریز فارسی کو اس لیے ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ مسلمانوں کے عہد اقتدار کی یاد دلایا کرتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے متبادل کے طور پر اردو کی سرپرستی کی۔'' [۱۸]

انگریزوں کی اس سرپرستی کا یہ نتیجہ نکلا کہ بلوچستان میں اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا رجحان دفعتاً بڑھ گیا۔ دفتری اور عدالتی کاروائیاں اسی زبان میں ہونے لگی۔ سرکاری سرپرستی اور اردو سکولوں کے قیام کی بدولت درس و تدریس کا سلسلہ بھی اردو میں شروع ہوا۔ عین اسی وقت یہاں کے لوگوں کو شدت سے یہ احساس ہوا کہ انہیں باہم متحد ہو کر ان حالات سے نپٹنا چاہیے۔ باہمی اتحاد اور ملی یگانگت کے لیے انہوں نے اردو زبان کا سہارا لیا۔ اور وہ نجی اور قومی ضرورتوں کے تحت اردو کی طرف متوجہ ہوئے۔ اردو اس وقت برصغیر کے مسلمانوں کی ملی یگانگت اور باہمی ملاپ کی مظہر تھی اسی لیے بلوچستان کے لوگوں نے اسی

زبان کا سہارا لیا یوں انگریزوں کی سیاسی مصلحتوں اور مقامی لوگوں کی قومی ضرورتوں نے اردو زبان کو اس خطے میں فروغ دیا۔ وہ زبان جو رابطے کی زبان تھی وہ رفتہ رفتہ اس خطے کے طول و عرض کی غالب زبان بن گئی۔